Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل ربوہ

روزنامہ

فی پرچہ ۲ آنے

یوم: شنبہ

جلد ۴۴/۹ | ۸ صلح ۱۳۳۴ ہش * ۸ جنوری ۱۹۵۵ء | نمبر ۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ "ابھی نزلہ کی شکایت ہے"۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

آج علالت طبع کے باوجود حضور ایدہ اللہ نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ نئے سال کے آغاز میں ہی یہ عزم کریں کہ وہ اپنے فرائض کو پوری محنت اور تندہی سے ادا کریں گے۔

"اسلام اس زمانہ میں اپنے تبلیغی مشنوں کے ذریعہ یورپ میں بہت اہمیت اختیار کر رہا ہے"

"جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد کی وجہ سے عیسائی دنیا کو ایک مشکل ترین مرحلہ درپیش ہے"

یورپ کے احمدی مبلغین کی سالانہ کانفرنس پر جرمنی کے ایک عیسائی اخبار کا تبصرہ

۱۸ نومبر ۱۹۵۴ء سے ۲۰ نومبر ۱۹۵۴ء تک ہمبرگ (جرمنی) میں یورپ کے احمدی مبلغین کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں یورپین مشنز کے انچارج مبلغین نے شریک ہو کر سال بھر کے کام کا جائزہ لینے کے علاوہ تبلیغ کے کام میں وسعت پیدا کرنے کے ذرائع پر بھی غور کیا تھا۔ جرمنی کے تمام اخبارات میں اس کانفرنس کا بہت چرچا ہوا اور انہوں نے کانفرنس کے فوٹو اور خبریں وغیرہ شائع کرنے کے علاوہ اس پر ایڈیٹوریل نوٹ بھی لکھے۔ ان میں سب سے دلچسپ اور فکر انگیز تبصرہ جرمنی کے ایک عیسائی اخبار نے کیا ہے۔ جو اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد کے روز افزوں نتائج سے عیسائی دنیا گھبرا اٹھی ہے اور اسے محسوس ہو رہا ہے کہ اگر یہ تبلیغی مساعی اسی طرح جاری رہیں تو اسلام ایک دفعہ پھر دنیا پر غالب آ جائے گا۔ اس عیسائی اخبار کا تبصرہ جو وکالت تبشیر کے توسط سے ہمیں موصول ہوا ہے درج ذیل ہے۔

"عیسائی مشن اور چرچ کے لئے ایک اہم سوال"

یہ سوال عیسائی دنیا کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے کہ اسلام نہ صرف اپنی اشاعت کے اولین دور میں عظیم روحانی اہمیت رکھتا تھا۔ بلکہ اس زمانہ میں اپنے تبلیغی مشنوں کے ذریعہ یورپ میں بہت اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ ابھی دس اسلامی مشنوں کے انچارج ہمبرگ میں جمع ہوئے تھے تاکہ وہ اسلام کو کامیاب طور پر یورپ میں پھیلانے کے ذرائع پر غور کر سکیں۔ جرمنی انگلستان، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور اسپین میں اسلام کی تبلیغ آئندہ تقاریر اور لٹریچر کے ذریعہ زیادہ زور شور سے کی جائیگی۔ جرمنی میں اسلام کی کامیابی کا میدان زیادہ وسیع ہے۔ چند سال کے اندر اندر ہمبرگ میں مسجد بھی تعمیر کی جائے گی۔ ان واقعات سے ہمیں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں۔ ہمارے لیے اس بارہ میں احتجاج بلند کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ اسلام گذشتہ تیرہ صدیوں میں اتحاد باہمی اور مؤثر اشاعت کے ذریعہ اپنے آپ کو ایک عالمی طاقت ثابت کر چکا ہے۔ ان حالات میں عیسائی دنیا کو ایک بہت بڑا اور مشکل ترین مرحلہ درپیش ہے۔"

مبلغین یورپ کی اس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ جو مبلغ جرمنی مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب واقف زندگی نے وکالت تبشیر کی معرفت ہمبرگ سے ارسال فرمائی ہے۔ ذیل میں مطالعہ فرمائیں جرمنی کے عیسائی اخبار کا مذکورہ تبصرہ اسی رپورٹ سے ماخوذ ہے۔

ہمبرگ (جرمنی) میں یورپین مشنز کی چوتھی کانفرنس

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کے پیش نظر جماعت احمدیہ کے یورپین مشنز کے مشنری انچارج سال میں ایک دفعہ اکٹھے ہو کر سال بھر کے کام کا جائزہ لینے اور تبلیغ کے کام میں وسعت پیدا کرنے کے ذرائع پر غور و خوض کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سال یہ سعادت جرمن مشن کو حاصل ہوئی۔ ہمبرگ میں یورپین مشنز کی یہ کانفرنس ۱۸ سے ۲۰ نومبر ۱۹۵۴ء تک جاری رہی۔ باہمی غور و خوض کے علاوہ اس موقع پر تبلیغی رنگ میں بھی بفضلہ تعالیٰ وسیع طور پر پراپیگنڈا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۸ نومبر کو پریس کانفرنس اور ۱۹ نومبر کو وسیع طور پر تبلیغی میٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ خاکسار کے علاوہ لنڈن سے برادرم مولود احمد خان صاحب سوئٹزرلینڈ سے برادرم شیخ ناصر احمد صاحب ہالینڈ سے برادرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر اور سپین سے برادرم کرم الٰہی صاحب ظفر نے کانفرنس میں شمولیت اختیار کی۔ کانفرنس کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل جرمن نیوز ایجنسی نے اپنے نیوز بلیٹن کے ذریعہ کانفرنس کی اطلاع جرمنی کی تمام بڑی بڑی اخباروں کو بھجوائی۔ اور کئی ایک اخبارات نے اس خبر کو کانفرنس کے شروع ہونے سے پہلے ہی شائع کر دیا۔ اور شامل ہونے والے مشنری انچارج کے نام بھی شائع ہوگئے۔

پریس کانفرنس

۱۸ نومبر کو پریس کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے گورنمنٹ کے پریس سیکشن والوں سے تعاون حاصل کیا۔ اور ان کی وساطت سے ہمبرگ کی اخبارات اور پریس کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ یہ کانفرنس ہمبرگ کے سب سے بڑے ہوٹل Atlantic میں شام کے ۴ بجے منعقد ہوئی۔ ہمبرگ کے تمام روزانہ اخبارات اور بعض ہفتہ وار اخبارات کے نمائندوں کے علاوہ چھ معروف نیوز ایجنسیوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ بعض دیگر نامور جرنلسٹ اور ہمبرگ کے ایک مشہور مستشرق Abel بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ دوست جرمن نیوز ایجنسی کے اسلامی ممالک کے نمائندہ ہیں۔ پریس والوں نے درجنوں فوٹو لئے۔ کانفرنس کی کارروائی شروع کرتے ہوئے خاکسار نے برادران کا پریس والوں سے تعارف کرایا اور اپنی افتتاحی تقریر میں اسلامی تعلیمات کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے یورپ میں مشنوں کے قیام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد برادرم شیخ ناصر احمد صاحب نے ایک دلچسپ تقریر میں جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ڈیڑھ گھنٹہ تک پریس والوں نے مختلف سوالات دریافت کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ بحث کے دوران میں خدا کے فضل و کرم سے اسلامی تعلیمات کے تمام پہلوؤں پر سیر کن بحث کرنے کا موقع ملا۔ اگلے روز ہمبرگ کی تمام اہم روزنامہ اخبارات نے اس پریس کانفرنس کا نمایاں طور پر اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں ذکر کیا۔ اور بعض اخبارات نے ہمارے فوٹو بھی شائع کئے۔ ایک روزنامہ اخبار نے اس پریس کانفرنس کا ذکر "اللہ کے مشنز کا ہمبرگ میں" کے زیر عنوان حسب ذیل الفاظ میں کیا۔

"جماعت احمدیہ کے مشنوں کا مقصد اسلامی تعلیمات کی تمام دنیا میں اشاعت ہے۔ اور اسلامی تعلیم کے بارہ میں غلط فہمیوں کا ازالہ ہے۔"

ایک دوسرے اخبار نے فوٹو شائع کرنے کے علاوہ پریس کانفرنس کی خبر پر حسب ذیل عنوانات قائم کئے:۔

"پانچ اسلامی مشنری ہمبرگ میں۔ اسلام کی طرف سے دنیا کو فتح کرنے کا عزم" آگے چل کر اس اخبار نے لکھا

(باقی صفحہ ۷ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں بیعت کرنے والے اصحاب

جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بیعت کی ہو اور ان کے اسماء مندرجہ ذیل لسٹ میں نہ ہوں وہ اپنے ناموں سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ لسٹ مکمل کرلی جائے۔

اطلاع دیتے وقت یہ بھی نوٹ فرمادیں۔ کب بیعت کی۔ عمر کیا تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا کوئی واقعہ یاد ہو تو لکھیں (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

۱۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
۲۔ منشی فقیر محمد صاحب عارف والا
۳۔ محمدؐ علی صاحب الراعی چک ۵/۳۴ ضلع ملتان
۴۔ بدرالدین صاحب آف مالیرکوٹلہ
۵۔ شیخ غلام قادر صاحب سابق کارکن لنگرخانہ
۶۔ حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری
۷۔ پروفیسر علی احمد صاحب بھاگلپوری
۸۔ خان بہادر غلام محمد صاحب گلگتی
۹۔ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی
۱۰۔ شیخ صاحب الدین صاحب گوجرانوالہ
۱۱۔ حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحب
۱۲۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
۱۳۔ مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی حال لاہور
۱۴۔ سید مختار علی شاہ صاحب سیالکوٹ
۱۵۔ بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی
۱۶۔ قریشی محمدؐ شفیع صاحب اوورسیر پنشنر میانوالی
۱۷۔ شیخ مہرالدین صاحب سیالکوٹ
۱۸۔ حافظ ملک محمدؐ صاحب پٹیالوی
۱۹۔ میاں عبدالرشید صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور
۲۰۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب
۲۱۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی
۲۲۔ غلام محمدؐ صاحب زرگر بیگووال سیالکوٹ
۲۳۔ فیروزالدین صاحب صراف سیالکوٹ
۲۴۔ محمد صادق صاحب فاروقی کوٹ غلام محمدؐ قصور
۲۵۔ ماسٹر فقیراللہ صاحب ربوہ
۲۶۔ میاں فضل محمدؐ صاحب آف ہرسیاں ضلع گورداسپور
۲۷۔ حافظ عبدالسمیع صاحب امروہی
۲۸۔ میاں احمد دین صاحب ڈنگوی
۲۹۔ حکیم محمدؐ عمر صاحب ربوہ
۳۰۔ میاں محمدؐ شریف صاحب ریٹائرڈ ای اے سی لاہور
۳۱۔ مرزا محمد حسین صاحب ٹیلر ربوہ
۳۲۔ مولوی غلام نبی صاحب مصری
۳۳۔ جان محمدؐ صاحب ریٹائرڈ پوسٹمین
۳۴۔ محمدؐ بن عبداللہ صاحب گادیونہ ضلع گجرات
۳۵۔ سید غلام حسین صاحب بھیروی حال بھلوال
۳۶۔ چوہدری غلام قادر صاحب اوکاڑہ
۳۷۔ شیخ محمدؐ نعیب صاحب خانقاہ ڈوگراں
۳۸۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۳۹۔ مولوی عبدالمغنی صاحب جہلم
۴۰۔ پیر محمدؐ صاحب پیرکوٹ گوجرانوالہ
۴۱۔ میاں فقیر محمدؐ صاحب ولد حکم الدین صاحب
۴۲۔ ڈاکٹر مرزا افضل بیگ صاحب لائل پور
۴۳۔ چوہدری محبوب عالم صاحب نیلہ گنبد لاہور
۴۴۔ مرزا حاکم بیگ صاحب چنیوٹ
۴۵۔ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
۴۶۔ چوہدری فضل الٰہی صاحب کھاریاں
۴۷۔ منشی عبدالخالق صاحب کپورتھلوی حال احمدنگر
۴۸۔ مولوی محمدؐ دین صاحب ناظر تعلیم و تربیت
۴۹۔ میاں چراغ الدین صاحب پنشنر مدرسہ احمدیہ
۵۰۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ربوہ
۵۱۔ مرزا نذیر حسین صاحب لاہور
۵۲۔ ملک نبی محمدؐ صاحب گھوگھیاٹ سرگودھا
۵۳۔ قاضی غلام محمد صاحب چک ۸۸ ج ب لائلپور
۵۴۔ مستری دین محمد صاحب جہلم
۵۵۔ حکیم اللہ دتہ صاحب درگانوالی سیالکوٹ
۵۶۔ منشی عبدالحق صاحب خوشنویس ربوہ
۵۷۔ عبدالرشید صاحب تاجر چرم لاہور
۵۸۔ چوہدری اللہ بخش صاحب منڈی کاموکے
۵۹۔ حکیم کرم الٰہی صاحب گوجرانوالہ
۶۰۔ مولوی محمدؐ جی صاحب
۶۱۔ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دہلوی
۶۲۔ میاں حبیب دین صاحب چنیوٹ
۶۳۔ سید امجد علی شاہ صاحب سیالکوٹ
۶۴۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ربوہ
۶۵۔ منشی عبداللہ صاحب سیالکوٹی
۶۶۔ صوفی محمد رفیع صاحب سکھر
۶۷۔ خلیفہ عبدالرحیم صاحب آف جموں
۶۸۔ محمد افضل صاحب اوجلوی حال لاہور
۶۹۔ بابا رحیم بخش صاحب احمدنگر
۷۰۔ شیخ محمد اسماعیل صاحب لالہ موسیٰ گجرات
۷۱۔ شیخ کنظیم الرحمٰن صاحب کپورتھلوی
۷۲۔ پیر مظہر حق صاحب ربوہ
۷۳۔ ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب
۷۴۔ شیخ محمد حسین صاحب پنشنر چنیوٹ
۷۵۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی ربوہ
۷۶۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل
۷۷۔ خدا بخش صاحب عرف مومن جی ربوہ
۷۸۔ خانصاحب منشی برکت علی صاحب شملوی
۷۹۔ حکیم شیخ محمد صاحب
۸۰۔ سید محمد اسماعیل صاحب پنشنر آڈیٹر
۸۱۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ربوہ
۸۲۔ صوفی فضل الٰہی صاحب لاہوری
۸۳۔ میاں محمد عبداللہ صاحب جلدساز آف مالیرکوٹلہ
۸۴۔ مرزا محمد حسین صاحب چھٹی مسیح
۸۵۔ میاں چراغ الدین صاحب ولد صدرالدین صاحب
۸۶۔ چوہدری برکت علی خانصاحب وکیل المال
۸۷۔ چوہدری سربلند خانصاحب ربوہ
۸۸۔ حاجی محمد فاضل صاحب فیروزپوری
۸۹۔ مولوی غلام رسول صاحب افغان
۹۰۔ ملک محمد صادق صاحب جہلمی
۹۱۔ چوہدری محمدؐ اسماعیل صاحب کاٹھگڑھی
۹۲۔ حکیم دین محمد صاحب ربوہ
۹۳۔ چوہدری مختار احمد صاحب مغلپورہ لاہور
۹۴۔ ماسٹر محمد علی صاحب اشرف چنیوٹ
۹۵۔ قریشی نورالحسن صاحب کوٹلی سیالکوٹ
۹۶۔ چوہدری گل محمد صاحب
۹۷۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب سدھلیانوالی ضلع لائلپور
۹۸۔ ملک رسول بخش صاحب اوورسیر
۹۹۔ خواجہ عبیداللہ صاحب ریٹائرڈ ایس ڈی او
۱۰۰۔ منشی عبدالرحیم صاحب شرما
۱۰۱۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب دوکاندار ربوہ
۱۰۲۔ چوہدری عمرالدین صاحب اسلامیہ پارک لاہور
۱۰۳۔ میاں احمد دین جیالی ریٹائرڈ ریلوے
۱۰۴۔ ملک نیاز محمد خان صاحب میڈیکل پریکٹشنر
۱۰۵۔ میاں فتح محمدؐ صاحب چک ۳۹ شمالی سرگودھا
۱۰۶۔ شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی
۱۰۷۔ سید فخرالاسلام صاحب اوورسیر
۱۰۸۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے
۱۰۹۔ سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب آف جدہ
۱۱۰۔ میاں دین محمد صاحب ننگلی ربوہ
۱۱۱۔ سید محمود عالم صاحب پنشنر آڈیٹر
۱۱۲۔ چوہدری غلام رسول صاحب بسرا چک ۹۹ شمالی سرگودہا
۱۱۳۔ مولوی غلام محمدؐ صاحب گوندل ”
۱۱۴۔ چوہدری علی محمدؐ صاحب ” ”
۱۱۵۔ مولوی عطا محمدؐ صاحب ربوہ
۱۱۶۔ ماسٹر علی محمدؐ صاحب بی اے بی ٹی
۱۱۷۔ بابو محمد اسماعیل صاحب معتبر
۱۱۸۔ دولت خانصاحب آدم کے ضلع سیالکوٹ
۱۱۹۔ چوہدری دل محمدؐ صاحب خانیوال
۱۲۰۔ احمد دین صاحب مؤذن آف گوکھووال
۱۲۱۔ لیفٹیننٹ سعید احمد صاحب افسر بازار ربوہ
۱۲۲۔ حکیم عبیداللہ صاحب داکھیانوی ربوہ
۱۲۳۔ صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ”
۱۲۴۔ حکیم رحمت اللہ صاحب ”
۱۲۵۔ سید محمود صاحب کلانوری
۱۲۶۔ چوہدری بشیر احمد خانصاحب بی اے ایل ایل بی
۱۲۷۔ مستری علم الدین صاحب ربوہ
۱۲۸۔ قاری عبداللہ صاحب ہندوستانی ربوہ
۱۲۹۔ قاضی رشید احمد صاحب ارشد آف گوریکی
۱۳۰۔ نواب الدین صاحب سقہ
۱۳۱۔ بابا شمشیر خان صاحب ربوہ
۱۳۲۔ ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب قلات
۱۳۳۔ ٹھیکیدار علی احمد صاحب
۱۳۴۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری
۱۳۵۔ مرزا نذیر علی صاحب ربوہ

طلباء جامعہ کے نام

(از مکرم مولوی ظفر محمد صاحب ظفر پروفیسر جامعہ احمدیہ احمد نگر ربوہ)

مکرم ظفر محمد صاحب ظفر کی یہ نظم اس استقبالیہ تقریب میں پڑھی گئی جو ۸ر جنوری ۱۹۵۹ء کو جامعہ احمدیہ احمد نگر کی طرف سے انڈونیشیا اور ٹرینیڈاڈ سے آئے ہوئے مہمانوں کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی۔

اے طالبانِ علم دلبستانِ جامعہ ۔۔۔ دیکھو انہیں جو آج ہیں مہمانِ جامعہ
پروردہ ہیں یہ لوگ اسی درسگاہ کے ۔۔۔ ان گوہروں کی کان بھی ہے کانِ جامعہ
ان کی ہی کوششوں سے جہاں میں ہے انقلاب ۔۔۔ قائم انہی کے کام سے ہے شانِ جامعہ
ظاہر ہیں قوم قوم میں آثار زندگی ۔۔۔ جاری ہے ملک ملک میں فیضانِ جامعہ
زندہ کیا ہے تم کو اسی درسگاہ نے ۔۔۔ اللہ کرے کہ تم بھی بنو جانِ جامعہ
علمِ حدیث و فقہ و معانی تمہیں نصیب ۔۔۔ حاصل تمہیں معارفِ قرآنِ جامعہ
لیکن وہ علم موت ہے جس میں عمل نہیں ۔۔۔ نکتہ یہ ہے یہ یاد عزیزانِ جامعہ
ہاں اتّباعِ سنّتِ نبوی کے فیض سے ۔۔۔ دُنیا کے ہوں امام جوانانِ جامعہ
روحانیت کے نان کی دنیا ہے گرسنہ ۔۔۔ تیار اس کے واسطے ہے خوانِ جامعہ
خوشبو کے معرفت سے معطّر جہان ہو ۔۔۔ بن جاؤ تم نسیم گلستانِ جامعہ
تعمیرِ درسگاہ ظفر تنگ ہے تو کیا ۔۔۔ بہرِ عمل وسیع ہے میدانِ جامعہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ جنوری ۱۹۵۵ء

اسلامی ممالک کی مشکلات

جلسہ سالانہ کا افتتاح فرماتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو مختصر تقریر فرمائی وہ الفضل کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے اسلامی ممالک کے موجودہ مصائب کا ذکر اور ان کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"اپنی دعاؤں میں اس بات کو بھی یاد رکھو کہ یہ وقت اسلام کے لئے نہایت نازک ہے اور مختلف اسلامی ممالک اس وقت خطرہ میں ہیں۔ انڈونیشیا ہے خود پاکستان بھی ہے شام ہے مصر ہے ایران ہے یہ ممالک اس وقت ایک خطرہ کے دور میں سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی ہے جو ان کی حفاظت کرے۔ چار پانچ سو سال کی غلامی کے بعد اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو آزادی کا سانس لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ یہ آزادی ان کے لئے اور دین اسلام کے لئے مبارک ہو اور ان کی مشکلات دور ہوں۔ اور پھر دنیا میں اس عزت کے مقام کو حاصل کریں۔ جس عزت کے مقام کو کسی زمانہ میں انہوں نے حاصل کیا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر" (الفضل ۷ جنوری ۱۹۵۵ء)

اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اسلامی ممالک کی بہبودی کا کس قدر خیال ہے۔ اور حضور ان کے لئے کتنا درد دل رکھتے ہیں اور مسلمانوں اور اسلام کی فتح و خوشحالی کی ان کے دل میں کتنی آرزو ہے۔

آج دنیا میں مسلمان اقوام جس بحرانی دور سے گزر رہی ہیں۔ وہ ہر لکھا پڑھا دردمند مسلمان اچھی طرح جانتا ہے۔ باوجود اس کے کہ مسلمان دنیا کی کل آبادی کا ۱/۴ حصہ ہیں۔ اور مراکش سے لے کر چین تک اور سائبیریا سے لے کر جنوبی افریقہ اور انڈونیشیا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر آج نہ تو اسلامی اقوام کا دنیا میں کوئی وقار ہے۔ اور نہ اسلام کو ہی ان پر کوئی فخر ہے۔ بے حس اور مایوس انسانوں کا ایک سمندر ہے جن کی نہ اقتصادی حالت اچھی ہے نہ تمدنی اور معاشرتی وجاہت قائم ہے اور نہ کوئی سیاسی اور اخلاقی پوزیشن ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گزشتہ ربع صدی کے دوران میں مغربی اقوام کے کچوکوں سے کچھ بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور عالمی جنگوں کے نتائج و اثرات کی وجہ سے بعض ملکوں نے آزادی بھی حاصل کر لی ہے۔ مگر یہ بیداری ابھی اس طرح کی ہے۔ جیسے کوئی سویا ہوا شور و غوغا سے چونک پڑے۔ اور ابھی آنکھیں ہی مل رہا ہو۔ اور گھر والوں کو کوس رہا ہو۔ کہ اسے میٹھی نیند سے کیوں بیدار کر دیا ہے۔

مغربی غلامی سے جو اقوام آزاد ہوئی ہیں۔ یا پہلے سے آزاد چلی آتی ہیں۔ ان سب کی آج ایک سی ہی حالت ہے اور سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ ان ممالک میں مختلف سیاسی اور دینی پارٹیاں کھڑی ہو گئی ہیں۔ جو آپس میں گتھم گتھا ہو رہی ہیں۔ شاید ہی کوئی اسلامی کہلانے والا ملک ہوگا۔ جس میں پائدار اور مضبوط حکومت قائم ہو۔ انڈونیشیا۔ پاکستان۔ ایران۔ مصر اور لبنان وغیرہ۔ الغرض قریباً تمام اسلامی ممالک میں اسلام کے نام پر بعض پارٹیاں رونما ہو گئی ہیں۔ جن کا دعوےٰ ہے کہ وہ اسلامی قانون کے مطابق حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں۔ اور اپنے اپنے ملک کی حکومت سے برسرپیکار ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر وقت بد امنی خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا خدشہ لگا رہتا ہے۔

ذیل میں ہم مولانا راغب احسن صاحب ایم اے نائب صدر جمیعت العلماء پاکستان ڈھاکہ کے ایک طویل مضمون سے جو روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں شائع ہوا چند اقتباسات درج کرتے ہیں۔ جن سے چند ایسی پارٹیوں کی سرگرمیوں پر روشنی پڑتی ہے۔

"دارالاسلام انڈونیشیا کے جہاد استقلال کی ایک بقیۃ السیف مسلح جماعت ہے جو مغربی جاوا کے ایک پہاڑی علاقہ میں محدود ہے۔ یہ انقلاب کے ذریعہ فوری طور پر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ لیکن غالباً اسلامی حکومت کے معنے اور اصول سے زیادہ واقف نہیں ہے۔ ان کے لیڈروں میں علماء محققین اور تجربہ کار سیاستدانوں کا فقدان ہے۔

فدایان اسلام ایران کے چند سرفروش مجاہدوں کی منظم جماعت ہے۔ جس کا اقتداری سیاست اور پارٹی پالیٹکس سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ نہ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں۔ نہ حکومت پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی قیادت ثقہ مجتہدین کرام و سیاستین کے پختہ کار ہاتھوں میں ہے۔ لیکن فدائیان اسلام ملک و ملت کے خائنوں اور غداروں کے سخت دشمن ہیں۔ انہوں نے انگریزوں کے تنخواہ دار ایجنٹوں۔ گماشتوں اور وظیفہ خوار غداروں سے ملک کو آزاد کرانے میں بڑا نمایاں کام انجام دیا ہے۔

اخوان اور مودودی پارٹی میں اہم اصولی فرق ہے۔ مودودیت روحانیت اور طریقت کی مخالف ہے۔ اور اسلام کو ایک سیاسی پارٹی خیال کرتی ہے اور مودودی جماعت بھی دراصل ایک "پارٹی" ہی ہے اور بس۔ لیکن مودودیت کے برعکس اخوان اسلام کو علیٰ منہاج سلف صالحین روحانیت و سیاست معاد و معاش طریقت و شریعت جہاد و تہذیب باطن کا دین جامع مانتے ہیں۔

مودودی پارٹی خوارج کی طرح حکومت الٰہیہ یعنی کہ الٰہی Theocracy کی قائل اور حاکمیت الٰہی خدائی ساورنیٹی Divine Sovereignty کی داعی ہے۔ اور کسی انسان کے لئے حق حکومت Legislative Power تسلیم نہیں کرتی۔ اللہ کو ایک قہرمان حاکم کے سوا معبود مطلق و معبود کل رب العالمین نہیں مانتی۔ اخوان اس قسم کے خارجیانہ عقائد سے پاک ہے۔

مودودی پارٹی زیادہ تر ایک ادبی اور فلسفیانہ سوفسطائی تحریک ہے۔ جس کا بڑا کام ایک خاص قسم کا لٹریچر پیدا کرنا اور بیچنا ہے یہ پارٹی عوام اور عمل سے کم واسطہ رکھتی ہے اخوان فلسفیانہ اسکول آف تھاٹ نہیں بلکہ عملی جماعت ہے۔ اور جمہور سے پوری طرح مربوط ہے

مودودیت تمام تر دماغ کی پیداوار معلوم ہوتی ہے۔ جس میں سوز دروں اور درد دل کا ایک ذرہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ اخوانیت مومن کے قلب سلیم کا اٹھان ہے۔ جس کا ضابطہ عقل سلیم اور شریعت حکیم ہے۔ مودودی پارٹی نے اپنے پیش رو خوارج کی طرح کبھی جہاد و قتال نہیں کیا بلکہ ان کا سارا زور مسلمانوں کے خلاف صرف ہوا ہے۔ لیکن اخوان نے اپنا سارا جہادی زور کفار و مشرکین اغیار و اجانب اور مغربی سامراج کے خلاف جہاد و قتال میں صرف کیا ہے۔ جہاد فلسطین۔ جہاد سوئیز اور جہاد مغرب میں اخوان صف اول میں نمایاں رہے ہیں۔

مودودی پارٹی سے چوٹی کے علماء محققین فضلا مجتہدین اور یونی ورسٹی اور جامعات کے اعلیٰ ذہین طبقات الگ ہیں۔ لیکن اخوان کے قائدین اور کارکنان اپنے وقت کے ائمہ فن اور جید علماء فضلا اور یونی ورسٹیوں کے بڑے بڑے ڈگری یافتہ محققین پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایل ڈی ہیں؛

مودودی پارٹی بہت زیادہ قدامت پسند تنگ خیال اور جامد ہے اور ایسے امور میں بھی تشدد اور غلو کرتی ہے۔ جہاں شریعت نے آسانی اور آزادی کو راہ دی ہے۔ اخوان اصول دین میں راسخ ہیں۔ اسلام کے اساسات پر قائم ہیں۔ لیکن جماعات میں اجتہاد ترقی اور بدعت حسنہ کے مخالف نہیں ہے۔ مودودی پارٹی کا اصل سرمایہ یورپین طریقہ پروپیگنڈا۔ اشتہار بازی ریا و نمائش ہے۔ اخوان ریا کے دشمن صاف اور کھرے لوگ ہیں۔ بے ریا خدمت فی سبیل اللہ کرتے ہیں۔"

(نوائے وقت ۷ جنوری ۱۹۵۵ء)

ان اقتباسات سے معلوم ہوگا کہ مولانا راغب احسن نے چار ملکوں انڈونیشیا ایران پاکستان اور مصر کی چار مذہبی پارٹیوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے انڈونیشیا کی دارالاسلام اور پاکستان کی مودودی پارٹی تو آپ کے خیال میں اپنے اپنے ملک میں تخریبی کام کر رہی ہیں۔ اور ایران کی فدائیان اسلام اور مصر کی اخوان المسلمون اچھا کام کر رہی ہیں فدائیان اسلام اور اخوان المسلمون کی تعریف میں آپ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ ہمیں اس کی تردید کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم صرف ایک سوال کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ کیا ایک ایسے ملک میں جس میں ایک حکومت قائم ہو۔ ایسی پارٹی بنا کرنا از روئے اسلام جائز ہے۔ جو فدائیان اسلام کی طرح حکومت اور انتظام ملکی کے علی الرغم قانون اپنے ہاتھ میں لے کر خواہ غداروں کو ہی سہی ایک تنظیم سے اور سوچی سمجھی ہوئی تجویز سے خود قتل کرتی پھرے۔ ہم یہ مان لیتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا نے فرمایا ہے کہ ایران کی فدائیان اسلام پارٹی کو اقتدار کی ہوس نہیں۔ مگر جو قتل و غارت کے کارنامے اس نے سرانجام دیئے ہیں۔ کیا وہ اسلام کی شان کے شایاں ہے؟

باقی رہی مصر کی اخوان المسلمون پارٹی ہم مان لیتے ہیں کہ اخوان بڑے دیندار نیک اور اسلام کے فدائی ملک کے بہی خواہ اور جو کچھ بھی ان کے متعلق آپ نے فرمایا ہے وہ سب کچھ ہیں۔ سوال تو صرف یہ ہے کہ حکومت سے ان کا تصادم کیوں ہوا؟ موجودہ حکومت نے ان کا استیصال کیوں ضروری سمجھا۔ کیا محض اس لئے کہ اخوان اسلام کے دلدادہ ہیں یہ کوئی باور کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ پھر کیا محض اس لئے کہ کرنل عبدالناصر ڈکٹیٹر بننا چاہتے ہیں اگر اخوان مرنجاں

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

قرآن مجید میں قوموں کی موت و حیات کی ایک مثال

اور

اس کا تاریخی پس منظر

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائلپور

سورہ بقرہ میں آیت الکرسی سے ایک نہایت عظیم الشان مضمون شروع ہوتا ہے۔ جس کا موضوع قوموں کی حیات و ممات ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ مذکور ہے۔ جو کہ احیائے موتے کی تین مثالوں میں سے دوسری مثال کے طور پر پیش کیا گیا۔ مردہ قوموں میں کیسے زندگی کی روح پھونکی جاتی ہے؟ تاریخ عالم میں سے ایک مثال بایں الفاظ پیش کی گئی۔

او کالذی مرّ علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علیٰ عروشھا قال انیٰ یحیی ھٰذہ اللّٰہ بعد موتھا فاماتہ اللّٰہ مائۃ عام ثم بعثہ۔ قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الیٰ طعامک و شرابک لم یتسنّہ وانظر الیٰ حمارک ولنجعلک اٰیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما۔ فلما تبین لہ قال اعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۹)

"اور پھر اس طرح اس شخص کی مثال پر بھی غور کرو جو ایک ایسی بستی پر سے گزرا تھا۔ جس کی عمارتوں کی چھتیں گر چکی تھیں۔ اور گری ہوئی چھتوں پر درو دیوار کا ڈھیر تھا (یہ حال تباہ دیکھ کر) وہ بول اٹھا کہ جس بستی کی ویرانی کا یہ حال ہے۔ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ اسے موت کے بعد (دوبارہ) زندہ کر دے؟ پھر ایسا ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس شخص کو سو برس تک موت کی حالت میں رکھا پھر اسے (عالم برزخ میں) اس حالت سے اٹھایا اور پوچھا کہ کتنی دیر اس حالت میں رہے؟ عرض کیا ایک دن تک یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ ارشاد ہوا نہیں بلکہ سو برس تک (اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج یہ ویران و تباہ حال بستی صد سالہ انقلاب کے بعد آباد ہے۔ اور اس سے تعلق رکھنے والی امت زندہ ہو چکی ہے۔) چنانچہ اب تم اپنے (یعنے اپنی قوم کے) کھانے اور پینے پر نظر ڈالو کہ ایسا میسر ہے جو کہ بالکل تروتازہ ہے۔ اور اپنے گدھے کی طرف دیکھو جس سے تمہاری جلاوطنی سے واپسی اور آبادکاری میں خوب کام لیا گیا) اور یہ جو کچھ ہوا۔ سو اس لئے کیا گیا۔ تاکہ ہم تجھے (تیری پیشگوئیاں پوری کرنے کے بعد) لوگوں کے لئے نشان صداقت بنائیں۔ اور پھر ان ہڈیوں پر غور کرو کس طرح ہم ان کو جوڑتے اور ان کا ڈھانچہ بنا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور کس طرح اس ڈھانچے پر گوشت کا غلاف چڑھا دیتے ہیں۔ پس جب اس پر یہ حقیقت کھل گئی تو اس نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

قرآن مجید کی یہ خوبی ہے۔ کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کر دیتا ہے۔ ایک جگہ اگر اجمال ہوتا ہے تو دوسری جگہ تفصیل یفسر بعضہ بعضاً میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں ملت یہود کی دو تباہیوں اور ان کی بازآفرینی کا ذکر ہے۔ پہلی تباہی کے ذکر میں فرمایا:۔

وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیرا فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلٰل الدیار۔ وکان وعدا مفعولا۔ ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددنٰکم باموالٍ وبنین وجعلنٰکم اکثر نفیرا

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۴ تا ۷)

اور ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کو یہ بات کھول کر پہنچا دی تھی۔ کہ تم یقیناً اس ملک میں دو بار فساد کرو گے۔ اور یقیناً تم بہت بڑی سرکشی اختیار کرو گے۔ اور جب ان دو بار کے فسادوں میں سے پہلی بار کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا۔ تو ہم نے اپنے بعض ایسے بندوں کو تمہاری سرکوبی کے لئے تم پر مستولی کر کے کھڑا کر دیا جو کہ سخت جنگجو تھے۔ اور وہ تمہارے شہروں کے اندر جا گھسے (اور ہیکل کو تباہ کرنے کے لئے اس میں جا داخل ہوئے (آیت ۷) اور یہ وعدہ بہرحال پورا ہو کر رہنے والا وعدہ تھا۔

اس تباہی و بربادی کے بعد یہودیوں کی بازآفرینی کے ذکر میں فرمایا۔

"پھر دیکھو ہم نے زمانہ کی گردش تمہارے دشمنوں کے خلاف اور تمہارے موافق کر دی۔ اور مال و دولت اور اولاد کی کثرت سے تمہاری امداد کی۔ اور تمہیں پھر ایسا بنا دیا کہ بڑے جتھے والے بن گئے"

بنی اسرائیل پر پہلی تباہی آشوری بادشاہوں کے ذریعہ شروع ہوئی اور بابلی بادشاہ بخت نصر کے ذریعہ تکمیل کو پہونچی۔ بخت نصر نے ۵۸۶ قبل مسیح میں یہودیوں کے دینی اور سیاسی مرکز یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اس نے یہودا کی بستیوں کو لوٹا اور جلایا اور بقیۃ السیف کو قید کر کے اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ اس طریق سے اس نے یہودیوں کی طاقت اور دینی مرکزیت کو ختم کر دیا۔

اس کے بعد یوں ہوا کہ ایک سو برس کے اندر اندر بابلی طاقت کے ٹوٹنے کے بعد فارس کے تین بڑے شہنشاہ۔ خورس۔ دارا۔ اور ارتخششتا "آوارۂ وطن" یہودیوں کی حمایت کے لئے کمربستہ ہوئے۔ بابلونیا کے جلاوطن دوبارہ یہودا میں لا کر بسائے گئے۔ اور ہیکل کی تعمیر کی اجازت دے دی گئی۔ اور اس طرح اس مردہ قوم کی بوسیدہ ہڈیوں میں زندگی کی روح پھونک دی گئی۔ قریب ایک صدی کے انقلاب کے بعد یہ قوم دوبارہ عروس زندگی سے ہمکنار ہوئی۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیات میں یہود کی اسی بربادی اور بازآفرینی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اول الذکر تمثیل بھی اسی تاریخی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اس تمثیل کی تعبیر کے سلسلہ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص کون تھا؟ جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ کیا وہ واقعی فوت ہو گیا تھا۔ یا یہ ایک کشفی معاملہ ہے۔ اس کی موت اور سو سال کے بعد زندگی کی کیا تعبیر ہے اکل و شرب اور گدھے کے ذکر سے کیا مقصود ہے؟ ان ہڈیوں سے کیا مراد ہے۔ جن کو دوبارہ زندگی اور نشوونما دی گئی۔ اس واقعہ کی مختلف تعبیریں مفسرین قرآن کے ذریعہ آپ کے سامنے آ چکی ہیں۔ ان کو میں دہرانا نہیں چاہتا۔ ہاں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وہ برگزیدہ ہستی جس کا ان آیات میں ذکر کیا گیا واقعی فوت ہو گئے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ اور اس نبی کے درمیان مکالمہ عالم برزخ سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ عالم دنیا سے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ انہی آیات کی تفسیر میں ۵ اپریل ۱۹۰۹ء کے درس القرآن میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت صاحب سے میں نے ایک دفعہ اس آیت کے معنے دریافت کئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جناب الٰہی میں توجہ کی تو مجھ پر یہی کھلا۔ کہ وہ شخص واقعی مر گیا تھا۔ عرض کیا پھر سو سال کے بعد اٹھنا کیا معنے؟ فرمایا۔ کہ انبیاء کو مرنے کے بعد ایک حیات دی جاتی ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ میں چالیس دن کے بعد زندہ ہو جاؤں گا پھر عرض کیا کہ وہ آیت کس طرح بنے کیونکہ مردہ ہو کر آیت نہیں ہو سکتے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ فرعون کی نسبت فرماتا ہے۔ لمن خلفک اٰیۃ چونکہ میری طبیعت میں شرم اور ادب بہت تھا۔ اس لئے میں نے یہ نہ پوچھا کہ انظر الیٰ طعامک و شرابک لم یتسنّہ کا مطلب کیا ہوا؟"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وضاحت کے پیش نظر ہمارے لئے یہ تو فیصلہ ہو گیا کہ حقیقت الامر یہی ہے۔ کہ وہ شخص فوت ہو گیا تھا۔ اس کی زندگی سے مراد عالم مثال کی زندگی ہے۔ نہ کہ اس عنصری عالم کی جسمانی زندگی۔ اس وضاحت کے پیش نظر صحف سابقہ اور تاریخی مصادر کی طرف اگر رجوع کیا جائے۔ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس برگزیدہ ہستی کا ان آیات میں ذکر ہے وہ حضرت یرمیاہ نبی تھے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں بابلی شہنشاہ بخت نصر کے تین حملوں میں جو کہ بیس سالوں میں تکمیل کو پہونچے۔ مملکت یہودا مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ بخت نصر تمام یہود کو قید کر کے بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکاتا ہوا بابل لے گیا۔ اور تورات کے تمام نسخوں کو خاکستر کر دیا۔ بخت نصر کے حملوں سے پیشتر حضرت یرمیاہ نبی مملکت یہودا میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے پیش آمدہ سب حالات کے متعلق پیشگوئی کر کے اہل یہودا کو زوال سلطنت کے ہولناک انجام سے ڈرایا۔ اور بروقت علاج بھی بتایا۔ لیکن قوم شنوا نہ ہوئی۔

یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا بیت المقدس کو کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ حضرت یرمیاہ نبی نے ہیکل میں عید کے دن یہ اعلان کیا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر میرے احکام کو نہ سنو گے۔ میرے قانون کی اطاعت نہ کرو گے۔ تو اس معبد کو عبادت گاہ شیلوم کی طرح مٹا دوں گا۔ اور یہ شہر رہنے والوں سے خالی ہو جائے گا۔ یہاں نہ کوئی کھانے پینے کی چیز نظر آئے گی۔ نہ انسان نہ حیوان۔ اس قوم نے یرمیاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا۔ لیکن قوم کے رئیسوں نے رہا کر دیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد کلدانی لشکر آپہنچا۔ شاہ بابل بخت نصر اس کا سردار تھا۔ اس وقت یرمیاہ پھر ظاہر ہوئے۔ اور یہودا کے بادشاہ "یہویا قیم" کو نصیحت کی۔ کہ کلدانیوں کی اطاعت کر۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر کوئی قوم شاہ بابل کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرے گی۔ تو میں اسے "تلوار۔ قحط اور طاعون سے سزا دوں گا۔ اور سرنگوں کر دوں گا۔ سنو جو شخص یہ کہتے ہیں۔ کہ تم شاہ بابل کے مطیع نہ ہو۔ ان کی طرف توجہ نہ کرو۔ کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔ یہ سنکر بادشاہ یرمیاہ سے خفا ہؤا۔ اور چاہا۔ کہ انہیں قتل کر ڈالے لیکن وہ شفیق ناصح اور قومی ہمدرد روپوش ہوگئے۔ آخر جب بخت نصر نے یروشلم کا آخری محاصرہ کیا۔ تو اس خیال کے پیش نظر کہ یرمیاہ کے کلام سے لوگوں میں بددلی نہ پھیلے۔ یہود نے ان کو زندان میں ڈال دیا۔

بخت نصر نے جب بنی اسرائیل کو شکست فاش دے کر یروشلم کو برباد کر ڈالا۔ اور اسرائیلی گھرانوں کو قید کر کے غلام بنا رہا تھا۔ تو کسی شخص نے اس سے یہ کہا۔ کہ یہاں ایک شخص یرمیاہ زندان میں قید ہے۔ اس نے تیرے اس حملے سے پہلے ان سب حالات کے متعلق پیشگوئی کر کے بنی اسرائیل کو ڈرایا تھا۔ مگر اس کی قوم نے اس کی بات پر کان نہ دھرا۔ اور اس کو زندان میں ڈال دیا۔ بخت نصر نے یہ سنا تو اس نے اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ ان سے اچھا سلوک کرنا۔ سپہ سالار نے یرمیاہ کی زنجیریں کھول دیں۔ اور ان سے بات چیت کرتا رہا۔ آپ کی علم دانش سے مسحور گفتگو سنکر اس نے خواہش کی۔ کہ وہ بھی اس کے ساتھ بابل چلیں۔ وہ ان کو احترام سے رکھے گا۔ مگر حضرت یرمیاہ نے اس خیال سے اس خواہش کو رد کر دیا۔ کہ جبکہ میری قوم اس ذلت کے ساتھ بابل جارہی ہو۔ میں اس عزت کے مقابلہ میں اپنی موجودہ حالت کو ترجیح دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے یروشلم کے مضافات میں باقی ماندہ لوگوں میں رہنا منظور کیا۔ وہ یروشلم کی بربادی و تباہی پر برابر آنسو بہاتے رہے۔ ان کے دردناک مرثیے بائیبل میں مذکور ہیں۔

بخت نصر اس آخری حملہ میں اکثر یہود کو قید کر کے بابل لے گیا۔ کچھ غریب اور کنگال لوگ مملکت یہوداہ میں باقی رہ گئے۔ ان کا حاکم جدلیاہ مقرر ہؤا۔ اس حاکم کے قتل کے بعد یہود کا یہ بقیہ بخت نصر کے غضب سے ڈر کر مصر جانے کے لئے تیار ہؤا۔ حضرت یرمیاہ نبی نے ان کو نصیحت کی۔ اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے۔ کہ یہ ہجرت اختیار نہ کی جائے۔ لیکن لوگ نہ مانے۔ انہوں نے یرمیاہ نبی کو بھی ساتھ جانے پر مجبور کر دیا۔ یرمیاہ نبی ان کو راستے میں بس یہی سمجھاتے گئے۔ کہ مصر میں جانا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ کیونکہ مصر پر بخت نصر حملے کرنے کو ہے۔ اس حملہ میں تم لوگ بری طرح ہلاک کئے جاؤ گے۔ مصر پہنچ کر یہ قوم بت پرستی میں مبتلا ہو گئی۔ حضرت یرمیاہ نبی نے سختی سے منع کیا۔ اس کی قوم نے ان باتوں سے ناراض ہو کر آپ کو مار دینا چاہا۔

اسرائیلی لٹریچر یہاں تک ہمارا ساتھ دیتا ہے۔ اس کے بعد یرمیاہ نبی کہاں گئے۔ کوئی ثقہ روایت نہیں ملتی۔ (ڈیوڈ بائیبل فرکشنری ۹۷ ص ۳)

قرین قیاس یہی ہے۔ کہ چونکہ حضرت یرمیاہ نبی کو حکم تھا۔ کہ یروشلم کو نہیں چھوڑنا۔ مصر میں ہجرت ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے آپ اپنی قوم کا ظالمانہ رویہ دیکھ کر مصر سے یروشلم میں واپس آگئے۔ کیونکہ یہاں بخت نصر کی حکومت میں آپ کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کا گاؤں یروشلم سے تین میل شمال کی طرف واقع تھا۔ وہاں سے آپ یروشلم کے کھنڈروں پر سے گذرتے۔ تو وہاں دعاؤں کے لئے مقام کرتے۔ یہاں تک کہ انہی کھنڈروں میں آپ وفات پا گئے۔

اب ان یہود کا حال سنیئے۔ جو بابل میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ لوگ امیدوار تھے۔ کہ خدا تعالےٰ جلد انہیں اپنے ملک و وطن میں واپس لے جائیگا۔ لیکن یرمیاہ نبی نے ان لوگوں کو لکھا۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ یہیں مکان بناؤ۔ اور باغ لگاؤ۔ شادیاں کرو۔ اور اسی شہر کی آبادی کو ترقی دو۔ جہاں تم اسیر کر کے رکھے گئے ہو۔ اور یہیں اپنے کاروبار میں مشغول ہو۔ بہکانے والے اور جھوٹے آدمیوں کے فریب میں نہ آؤ۔ ان حالات میں یروشلم کی طرف ہجرت ناممکن ہے۔ کیونکہ مجھے خدا تعالےٰ نے بتایا ہے۔ کہ ستر برس کے بعد میں تمہیں پھر یاد کروں گا۔ اور تمہارے وطن میں واپس لاؤں گا۔

حضرت یرمیاہ نبی کے ہمعصر اور مصدق نبی حزقی ایل بابل میں موجود تھے۔ وہ بھی قوم کے نگران تھے۔ جس کے باعث قوم نے کوئی غلط قدم نہ اٹھایا۔ اور اپنے نبیوں کی ہدایات پر عمل کیا۔ بابل میں ہجرت پر جب ستر برس گذر گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے خورس (ذوالقرنین) کو بنی اسرائیل کے لئے سراپا رحمت بنا کر کھڑا کر دیا۔ بابلی طاقت تباہ و برباد ہو گئی۔ اور بابلی مملکت خورس کے زیر تسلط آگئی۔ خورس نے یہود کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے ملک کو جا کر آباد کر سکتے ہیں۔ بابل سے پہلا قافلہ ۴۲۳۶۰ مع یہود پر مشتمل سات سو میل کے سفر پر یہودی پیشوا "زربابل" کی سرکردگی میں یروشلم کی طرف روانہ ہؤا۔ (۵۳۹ قبل مسیح) انہوں نے ملک یہودا کو تباہ و برباد اور باشندوں سے خالی پایا۔ تاہم ان لوگوں نے جس طرح ہو سکا۔ یروشلم کے کھنڈروں اور گرد و نواح کے دیہات میں رہنا شروع کیا۔ اور دوبارہ اپنے خداوند کا معبد بنانے کا ارادہ کیا۔ سنگِ بنیاد تمام قوم کے سامنے رکھا گیا۔ (۵۳۶ قبل مسیح) مگر یہودیوں نے جلد سمجھ لیا۔ کہ جس کام میں انہوں نے ہاتھ ڈالا ہے۔ وہ بہت مشکل ہے۔ ان کے مالدار لوگ بابل میں رہ گئے تھے۔ اور وہ بالکل فقیر تھے۔ خورس کی وفات کے بعد یہود کی ہمسایہ قوموں نے شاہ ایران سے اس قوم کی بدگوئی کی اور کہا کہ یہ لوگ یروشلم کی دیواریں بنا رہے ہیں۔ تا کہ اپنا مقام محفوظ کر کے بغاوت کریں اور سرکاری محصول ادا نہ کریں۔ اس نے حکم دیا کہ انہیں اس کام سے باز رکھو۔ پندرہ سال کے بعد دارا کے زمانہ میں یہودیوں نے یروشلم کی دیواریں اور معبد بنانا شروع کیا۔ دارا نے حکم دیا۔ کہ کوئی ان سے تعرض نہ کرے۔ بالآخر ۵۱۶ء قبل مسیح میں یہ کام تکمیل کو پہنچا۔

ہیکل کی تعمیر پر ایک جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ ۵۱۵ء قبل مسیح میں یہود نے پہلی عید فسح منائی۔ اور قانونِ شریعت کی ترویج کے لئے تورات کے مطابق روحانی عہدوں کو از سرِ نو قائم کیا۔

حضرت یرمیاہ نبی کی وفات تخمیناً چھٹی صدی قبل مسیح کے آخری ربع میں ہوئی۔ اس کے پورے سو سال کے بعد کیفیت یہ تھی۔ کہ یروشلم اور دوسرے علاقے آباد ہو چکے ہیں۔ ہیکل از سرِ نو تعمیر ہو چکی ہے۔ کھانے پینے کے لئے تر و تازہ چیزیں میسر ہیں۔ سواری باربرداری اور زراعت کے لئے گدھا موجود۔ کہاں یہ حالت تھی۔ کہ نہ کوئی انسان تھا۔ نہ حیوان۔ نہ کھانے پینے کا سامان۔ نہ دینی ریاست کا وجود۔ کجا یہ حالت کہ یہود کے شہر آباد ہیں۔ یروشلم کی شان دوبالا۔ تر و تازہ کھانے پینے کی چیزیں میسر۔ ہیکل تعمیر ہو چکا ہے۔ قوم کے حکمران رئیس کاہن کے مطیع ہیں۔ قانونِ شریعت کا دور دورہ ہے۔

یہ انقلاب حضرت یرمیاہ اور ان کے ہمعصر اور مصدق نبی حزقی ایل کی پیشگوئیوں کے مطابق ہؤا۔ انہوں نے سب سے پہلے تو یہ پیشگوئی کی۔ کہ یروشلم برباد ہوگا۔ اور یہوداہ کے علاقے ویران۔ ان میں نہ کوئی انسان ملے گا۔ نہ حیوان۔ نہ کھانے پینے کا سامان۔ اور ستر سال کے بعد یہود بابل سے واپس اپنے وطن میں آئیں گے۔ اور قومی تعمیر میں مشغول ہوں گے۔ یہاں تک کہ ہیکل تعمیر ہوگی۔ یروشلم آباد ہوگا۔ کھانے پینے کا سامان میسر آئیگا۔ اور قانونِ شریعت کا دور دورہ ہوگا۔ اور ان بوسیدہ ہڈیوں میں جو کہ بابل کے وسیع و عریض قبرستان سے لائی جائیں گی۔ زندگی کے آثار پیدا ہوں گے۔

قریب ایک سو سال کے انقلاب کا یہی نظارہ عالم بالا سے حضرت یرمیاہ نبی نے دیکھا۔ اس وقت آپ کی وفات پر پوری صدی گزر چکی تھی۔ آپ کو عالم مثال میں موت کی نیند سے بیدار کیا گیا۔ اور پوچھا گیا۔ کہ کتنا عرصہ اس حالت میں رہے۔ جواب دیا یہی ایک آدھ دن۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ ایک سو سال تیری وفات کو گزر گئے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ تیری قوم پر اس عرصہ میں جو انقلاب آیا۔ اس کا نظارہ کر۔ اپنے یعنی اپنی قوم کے کھانے پینے کی طرف دیکھ۔ کہ تر و تازہ ان کو مہیا ہے۔ اور پھر گھر کے باہر گدھا[1] موجود۔ یہ چیزیں آناً فاناً تو نہیں مل گئیں۔ بلکہ سو سال کا عرصہ لگا۔ جب تو نے وفات پائی۔ تو اس بستی کی یہ حالت تھی۔ کہ نہ کوئی انسان موجود تھا۔ نہ حیوان۔ نہ تر و تازہ خورد و نوش کا سامان۔ لیکن اب یہ سب چیزیں مہیا ہیں۔ یہ سب کچھ تیری پیشگوئیوں کے مطابق ہؤا۔ تا کہ تیرا وجود لوگوں کے لئے نشانِ صداقت بن جائے۔ غور کر یہود بابل کے قبرستانوں میں ہڈیوں کی طرح پڑے تھے۔ وہاں سے ان ہڈیوں کو حرکت دی گئی۔ یہاں لا کر ان پر گوشت چڑھایا گیا۔ اور آج یہ مردہ قوم ایک زندہ حقیقت بن کر تیرے سامنے ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین (باقی دارد)

---

[1] گدھا قوم یہود کی آبادکاری کا ایک واضح نشان تھا۔ اس لئے اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا۔ تفصیل آگے آئے گی۔

مراسلہ

محکمہ ریلوے متوجہ ہو

محترم و مکرم ایڈیٹر صاحب "الفضل" ربوہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ۔ کہ مرکزِ احمدیت ربوہ سے نکلنے والا پہلا روزنامہ "الفضل" کل موصول ہؤا۔ جسے دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے ہر رنگ میں بابرکت اور باثمر فرمائے۔ اور خدا تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے کہ آپ صحت و سلامتی اور عزت و خوشی کے ساتھ اس کی خدمت کر سکیں۔ امید ہے کہ اس علاقہ میں پہلے کی طرح دوسرے دن ہی اخبار ملتا رہے گا۔ البتہ ایک نقص ضرور ہے۔ اس کے متعلق اگر کوئی کوشش ہو سکے۔ تو یہ معمولی نقص دُور ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض دفعہ جناب ایکسپریس ۵ یا ۱۰ منٹ لیٹ ہو کر حیدرآباد آتی ہے۔ تو حیدرآباد سے چھوٹی گاڑی میرپور کی طرف پہلے نکل آتی ہے۔ ایسا ہونے سے خصوصاً اپ لائن والے مسافروں کو بھی سارے دن کی تکلیف زیادہ اٹھانی پڑتی ہے۔ اور اخبار تیسرے دن مل سکتا ہے۔ اگر افسران ریلوے یہ بندوبست کر دیں۔ کہ جناب ایکسپریس کے حیدرآباد پہنچنے سے پہلے برانچ لائن کی گاڑی نہ چلائی جائے جس کے متعلق افسران ریلوے کا کوئی بھی حرج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ریلوے میرپور اور دوسرے سٹیشنوں پر راستے میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ٹھیر کر ہی وقت پر پہنچ جاتی ہے صرف یہ یادداشت ہو جائے۔ کہ اگر جناب ایکسپریس ½ گھنٹہ بھی لیٹ ہو۔ تو پھر بھی میرپور روانی گاڑی اس کا انتظار کر کے روانہ ہوگی۔ تو پھر کوئی نقص باقی نہ رہے گا۔ اور اخبار ہمیں بالکل وقت پر مل سکے گا۔ ورنہ کبھی تیسرے دن یا چوتھے دن ملے گا۔ اگر ایسا ہو سکے گا۔ تو عوام الناس کو سہولت ہو جائیگی۔ اور وہ کئی زائد اخراجات سے بچ سکیں گے۔ تھوڑی احتیاط سے بہتوں کو فائدہ پہنچ سکے گا۔

(خاکسار رفیق احمد بھٹی کنری سندھ)

اسلام کے بارہ نقیب

(از محمد طفیل صاحب منیر جامعۃ المبشرین ربوہ)

جب خدائی نوشتوں کے مطابق فاران کی چوٹیوں سے ایک آفتاب عالمتاب جلوہ گر ہوا اور اپنی نورانی کرنوں سے اس ظلمت کدہ کو منور کرنے لگا توصدیوں کی خوابیدہ روحانیت انگڑائی لے کر بیدار ہوئی جس وقت آسمانی فوجوں نے زمینی سیاہ پر یلغار کی تاکہ صدیوں کی سسکتی ہوئی انسانیت پنجۂ ابلیس لعین سے چھٹکارا پائے اسی وقت اس زمین پر بھی ایک شور اٹھا اور ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوا۔ ارض خاکی کی سپاہ بھی کیل کانٹے سے لیس ہو کر آسمانی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھی۔ اور آسمانی نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی تدابیر سوچنے لگی۔ حقیر و کمزور کیڑوں نے دنیاوی جاہ وحشمت کا اندازہ کر کے یہ قیاس آرائی شروع کر دی کہ کروڑوں اور اربوں میل دور سے آنے والی روشنی ہم تک کیسے پہنچ سکے گی اور یہ کہ خدائی فوج شیطانی افواج کی ٹکر کی نہیں ہے۔

ادھر سرداران قریش دار الندوہ میں بیٹھ کر بغلیں بجانے لگے کہ دیکھو ہم نے اپنی تدبیروں اور مکاریوں کے بل بوتے پر اس خدائی پہلوان محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) بری طرح ناکام کیا ہے۔ کوئی نہیں جو ہماری دشمنی مول لے کر اس کے پاس جائے اور اس کی باتوں کو سنے سب یقیناً ہمارے خدا ھُبل کی ہی فتح ہے۔ محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا (نعوذ باللہ) ہمارے خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ یہاں بیٹھے یہ دعوے کر رہے تھے۔ لیکن ہاں خدائی فرشتے ان کے دعاوی کو خاک میں ملانے والوں کی ایک جماعت تیار کر رہے تھے۔ خدا کا آخری پیغمبر اپنے رشتہ دار قریش مکہ سے ناامید ہو کر حج کے موقعہ پر قبائل کا دورہ کر رہا تھا کہ اچانک آپ کی نظر چند اجنبیوں پر پڑی جو یثرب کے مشہور اور طاقتور قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے آپ کی باتوں کو غور سے سنا۔ مگر چونکہ وہ ایک فوجی مہم پر آئے تھے اس لئے زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ماہ رجب سنہ ۱۱ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں یثرب والوں سے پھر ملاقات ہو گئی آپ نے حسب نسب پوچھا۔ تو معلوم ہوا کہ قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہایت محبت بھرے انداز میں دعوتِ اسلام دی۔ جب انہوں نے قرآن پاک کی آیات کو سنا تو ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ موقعہ ہے کہ ہم خدائی فوج میں شامل ہو کر اپنے مذہبی حریفوں یعنی یہودیوں کا مقابلہ کریں۔ یہ کہہ کر سب مسلمان ہو گئے اور خدائی فوج میں شامل ہونے کے بعد واپس لوٹے۔ آئندہ سال جب حج کا موقعہ آیا تو وہ اپنے ساتھ سات اور پروانے لائے۔ ان نئے آنے والوں میں قبیلہ اوس کے افراد بھی تھے۔ یہ بارہ مبارک وجود فریضۂ حج سے فراغت کے بعد مصعب بن عمر ایک قریشی صحابی کو بطور معلم اپنے ساتھ لے گئے اور یثرب میں جا کر باقاعدہ دعوتِ اسلام دینے لگے۔ ان کی اس دعوت کا اثر اسلامی تاریخ کا سنہری باب ہے۔ روز بروز مدینہ کے قبائل اسلام کو قبول کرنے لگے اور ایک سال کے عرصہ میں یہی پوزیشن اختیار کر لی کہ یثرب کے یہودیوں کو اپنی ذاتی وجاہت اور شوکت کی ناؤ ڈوبتی نظر آنے لگی۔

اگلے سال یعنی سنہ ۱۳ نبوی کے ذی الحجہ کے موقعہ پر اوس اور خزرج کے کئی سو آدمی مکہ میں پہنچے جن میں ستر شخص ایسے شامل تھے جو یا تو مسلمان ہو چکے تھے اور یا اب مسلمان ہونا چاہتے تھے۔ مصعب بن عمیر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے ان کی ملاقات کے لئے مراسم حج کے بعد ماہ ذی الحج کی وسطی تاریخ مقرر کی کہ اس دن نصف شب کے قریب یہ سب لوگ گزشتہ سال والی گھاٹی میں آ کر آپ کو مل لیں۔ تاکہ اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ علیحدگی میں بات چیت ہو سکے مقررہ دن کو رات کے وقت آپؐ اپنے چچا عباس کے ساتھ جو مشرک تو تھے مگر آپؐ سے محبت رکھتے تھے مسلمانوں سے ملے اور کافی دیر بات چیت کے بعد یہ ستر مسلمان ایک دفاعی بیعت میں شامل ہو گئے وہ دفاعی بیعت یہ تھی کہ وہ آنحضرت محمد مصطفےٰ کو ساتھ لے جا کر ان کا بال بیکا نہ ہونے دیں گے، اور آپ کے لئے سینہ سپر ہوں گے۔ اس بیعت کو اسلامی تاریخ میں بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔

جب بیعت ہو چکی تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے بارہ نقیب چنے تھے جو موسیٰؑ کی طرف سے ان کے نگران و محافظ تھے۔ میں بھی تم میں سے بارہ نقیب مقرر کرتا ہوں جو تمہارے نگران و محافظ ہوں گے اور وہ میرے لئے عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح ہوں گے اور میرے سامنے اپنی قوم کے متعلق جواب دہ ہوں گے۔ پس تم مناسب لوگوں کے نام تجویز کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ بارہ آدمی تجویز کئے گئے جنہیں آپؐ نے منظور فرما لیا اسلامی نقیبوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سعد بن زرارہ۔ یہ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار میں سے تھے جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری تھی (آنحضرتؐ کے دادا عبد المطلب کا ننھیال یہی قبیلہ تھا) یثرب میں نماز جمعہ کی ابتدا انہی کے ہاتھ سے ہوئی۔ اول درجہ کے مخلصین میں سے تھے۔ ہجرت کے بعد جنگ بدر سے پہلے واصل جنت ہوئے۔

(۲) اُسید بن الحضیر:۔ قبیلہ اوس کے خاندان بنو عبد الاشہل میں سے تھے۔ سعد بن معاذ رئیس اعظم اوس کے حقیقی دوست تھے۔ اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا والد الحضیر جنگ بُعاث میں قبیلہ اوس کا قائد تھا۔ آپ نہایت مخلص اور نہایت سمجھدار تھے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ انصار میں سے تین اشخاص اپنی فضیلت میں جواب نہیں رکھتے تھے یعنی اُسید بن الحضیر، سعد بن معاذ اور عباد بن بشر اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ بڑے پایہ کے صحابی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے عہد خلافت میں ان کی خاص تکریم کرتے تھے۔ عہد فاروقی میں آپ نے وفات پائی۔

(۳) ابو الہیثم مالک بن تیہان۔ بنی عبد الاشہل کے حلفاء میں سے ممتاز شخصیت کے مالک ہیں۔ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے لڑ کر جام شہادت نوش کیا۔

(۴) سعد بن عبادہؓ:۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو ساعدہ میں سے تھے اور تمام قبیلہ خزرج کے رئیس تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ممتاز ترین انصار میں شمار ہوتے تھے حتیٰ کہ آپؐ کی وفات کے بعد انصار نے انہی کو خلافت کے لئے پیش کیا

(۵) البراء بن معرور:۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو سلمہ میں سے تھے۔ اور بڑے معمرؓ اور بزرگ آدمی تھے۔ ہجرت سے پہلے ہی وفات پا گئے۔

(۶) عبد اللہ بن رواحہ:۔ آپ خزرجی رئیس تھے اور مدینہ کے بلند پایہ شاعر، جنگ موتہ میں جو عہد نبوی کا آخری معرکہ ہے جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے بعد امیر العسکر ہوئے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت پائی۔

(۷) عبادہ بن صامت۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو عوف میں سے تھے۔ اور علماء صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

(۸) سعد بن ربیع:۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو ثعلبہ میں سے تھے۔ بڑے مخلص اور ممتاز صحابی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ انہیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔

(۹) عبد اللہ بن عمروؓ:۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو سلمہ میں سے تھے۔ جنگ احد میں شہادت پائی۔ ان کی شہادت پر ان کے صاحبزادہ جابرؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ تمہارے والد سے خدا تعالیٰ نے بالمشافہ کلام کیا۔ اور ان سے خوش ہو کر کہا کہ "اے میرے بندے مانگ جو مانگتا ہے" تمہارے والد نے عرض کیا کہ اے میرے خالق و مالک میری بس یہی خواہش ہے کہ پھر زندہ کیا جاؤں تا پھر اسلام کے راستہ میں جان دوں۔ ارشاد ہوا ایسا ضرور کرتے، مگر ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ کوئی بشر اس دنیا میں سے گزر کر پھر اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی نعش کو دفن کرنے کے چالیس سال بعد جب سیلاب کے خطرے کے وقت نکالا گیا۔ اس وقت بھی ان کی نعش اسی طرح صحیح وسلامت ہے۔

(۱۰) سعد بن خیثمہ:۔ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں اور جنگ بدر میں شہید ہوئے۔

(۱۱) منذر بن عمرو۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو ساعدہ سے تھے۔ اور ایک صوفی مزاج آدمی تھے۔ واقعۂ بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

(۱۲) رافع بن مالک:۔ ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنی زریق میں سے تھے۔ جب یہ اسلام لائے تو آنحضرت صلعم نے ان کو وہ قرآنی سورتیں عطا فرمائیں جو اس وقت تک نازل ہو چکی تھیں۔ جنگ احد میں شہید ہوئے

قرآن پاک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسےٰ قرار دیا گیا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔ سو الحمد للہ اس طرح بھی آپؐ کی مماثلت حضرت موسےٰؑ سے ثابت ہوئی۔

وضاحت

الفضل مورخہ ۱۱ جنوری ۵۴ء میں محمود احمد صاحب حیدر آبادی کے اخراج از جماعت اور مقاطعہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ چونکہ اس نام کے ربوہ میں دو دوست واقف زندگی ہیں۔ اس لئے وضاحت کی جاتی ہے کہ جن کو سزا دی گئی ہے وہ ایم۔ایس۔سی ہیں۔ اور تعلیم الاسلام ربوہ میں پروفیسر تھے۔ احباب مطلع رہیں۔ نیز ان کا موجودہ پتہ مندرجہ ذیل ہے:۔

محمود احمد صاحب حیدر آبادی۔ ایم۔ایس۔سی 24/F ایبے سینیا لائنز کراچی۔

ناظر امور عامہ

گول بازار ربوہ کے متعلق اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ گول بازار ربوہ میں جن احباب نے دوکانات تعمیر نہیں کیں ان کی دوکانیں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ ایسے احباب جو تین ماہ کے اندر دوکان تعمیر کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں وہ ان منسوخ شدہ دوکانات کے لئے ۱۵/۱/۵۵ تک درخواست کر سکتے ہیں۔

سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ

درخواست دعا

میرے خسر خان بہادر چوہدری غلام محمد صاحب گلگتی ربوہ میں سخت بیمار ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ شیخ عبد القیوم جنیوٹی۔

طلبہ کو سیاسیات سے الگ تھلگ رہنا چاہیئے

پاکستان کے وزیر قانون مسٹر سہروردی کی تقریر

کراچی ۷ جنوری۔ پاکستان کے وزیر قانون مسٹر ایچ۔ ایس سہروردی نے طلبہ کو تلقین کی ہے کہ وہ سیاسیات سے الگ تھلگ رہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ صرف ان امور سے دلچسپی رکھیں۔ جن سے تعلیمی میدان میں سہولتیں ملنے کی توقع ہو۔

یہ تقریر مسٹر سہروردی نے ڈو میڈیکل کالج یونین کے طلبہ کے سامنے کی یونین کے صدر نے پاکستان کے وزیر قانون سے اپیل کی کہ ان طلبہ کو رہا کر دیا جائے۔ حکومت پاکستان نے جن کو نظر بند کر رکھا ہے۔ مسٹر شہید سہروردی نے کہا کہ وہ ان [illegible]ات کا جائزہ لیں گے۔ جن کے تحت یہ طلبہ نظر بند ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس بات پر خاص زور دیا کہ طلبہ کو سیاسیات سے الگ رہنا چاہیئے۔

کرنافلی الیکٹرک پاور پراجیکٹ

چٹاگانگ ۷ جنوری پاکستان کے وزیر صنعت مسٹر اصفہانی نے کرنافلی ہائیڈرو الیکٹرک پاور پراجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس منصوبہ سے مشرقی پاکستان کے عوام میں اقتصادی خوشی پھیلے گی۔ مسٹر اصفہانی نے اپنی تقریر میں چیف انجینئر کی خدمات کو سراہا۔

ڈھاکہ کے مسلم لیگیوں کا مطالبہ

ڈھاکہ ۷ جنوری مسلم لیگ ورکرز کنونشن کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح مسلم لیگ کنونشن کا افتتاح اور صدارت کریں۔

پاکستان کو برآمد سے ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ کا فائدہ

کراچی ۷ جنوری۔ درآمدی پالیسی کے اعلان کے بعد پہلی بار نومبر میں پاکستان کو درآمد برآمد میں ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کے زرمبادلہ کا فائدہ ہوا گذشتہ چار ماہ کے دوران میں پاکستان سے ۹ کروڑ کی درآمد ہوئی۔ اس مدت میں پٹ سن کی برآمد میں ۷۰ فی صد اضافہ ہوا اور چائے کی برآمد بھی دگنی ہو گئی۔

چندرگونا کے مقدمے کی سماعت

چٹاگانگ ۷ جنوری۔ چندرگونا کے فسادات کے مقدمہ کی سماعت آٹھ جنوری سے چٹاگانگ کی عدالت میں شروع ہو گی۔

بقیہ لیڈر

(صفحہ ۳ سے آگے)

اور دیندار لوگ ہیں تو کرنل عبدالناصر کے راستہ میں وہ کس طرح حائل ہو سکتے تھے۔ محض انقلابی رائے کی وجہ سے اگر اخوان کی طرف سے تشدد یا بغاوت کا انہیں اندیشہ نہ تھا تو انہیں کیا ضرورت تھی کہ اخوان کو گرفتار کرتے اور انہیں ایسی شدید سزائیں دیتے۔ جن سے تمام اسلامی دنیا میں بدنامی کا خطرہ تھا۔ یا پھر کیا کرنل عبدالناصر اور انقلابی کونسل کے تمام ارکان پاگل ہو گئے ہیں کہ انہوں نے مفت میں یہ بلا مول لی؟

ہم کرنل عبدالناصر یا انقلابی کونسل کی وکالت نہیں کر رہے۔ ممکن ہے کہ وہ سراسر غلطی پر ہوں۔ ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ اسلامی ممالک اس وقت سخت بحرانی حالت میں سے گذر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں سمجھدار خاص کر علمائے اسلام اور اسلام پسند عناصر کا فرض ہے کہ وہ ملک میں باہمی اندرونی خلفشار پیدا نہ ہونے دیں۔ اور نہایت سختی کے ساتھ آئین پسندی کی پابندی خود بھی کریں اور عوام سے بھی کرائیں۔ اور مسلمانوں کو محض سیاسی یا دینی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کے گلوگیر ہونے سے روکیں سب سے بڑی مصیبت جو اس وقت اسلامی ممالک پر آئی ہوئی ہے۔ وہ یہی اندرونی خلفشار ہے جب انہیں اندرونی امن ہی نصیب نہ ہو۔ تو وہ اپنی حالت کیا سدھار لیں گے۔ اور بیرونی حملوں اور ریشہ دوانیوں کا کیا مقابلہ کر سکیں گے۔

ہم احمدی دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ہمیں چاہیئے کہ اسلامی ممالک کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں نہ صرف بیرونی بلکہ اندرونی مصائب سے بھی محفوظ رکھے۔ اور مسلمانوں کو باہم ہمدردی۔ صلح اور اتحاد سے قومی اور ملی کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اسلامی ممالک میں تحریکِ اصلاح کی شدید ضرورت ہے

خود غرضی اور جمود نے ترقی کے رستے مسدود کر دیئے ہیں

کراچی ۷ جنوری۔ مسلم نوجوانوں کی عالمی اسمبلی کا دوسرا ابتدائی اجلاس کل صبح انڈونیشی وفد کے قائد مسٹر عمران رشدی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مسٹر عمران نے صدارتی تقریر میں کہا ہے۔ کہ اسمبلی کی کارروائی "شوریٰ" کے صحیح جذبے کے تحت ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا۔ اسلام کا یہ اصول (باہمی مشورہ سے کام کیا جائے) جمہوریت کی بنیاد ہے۔ مسٹر عمران نے کہا۔ اسمبلی کی کارروائی نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ اسلامی ملکوں کے نوجوان دنیا بھر کے معاملات میں اہم رول ادا کرنے کے خواہاں ہیں۔ مسٹر عمران نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ بدعنوانی۔ خود غرضی اور جمود کی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اسلامی ملکوں میں تحریک اصلاح کے اجراء کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان برائیوں سے ترقی کے راستے مسدود ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے نوجوانوں کو کام شروع کر دینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ جب تک نوجوان اپنی اصلاح نہیں کریں گے اس وقت تک ان میں بدعنوانی کو ختم کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں پیدا ہو سکے گی۔ مسٹر رشدی نے کہا۔ بعض لوگ ناجائز کو جائز اور ممنوع کو غیر ممنوع ثابت کرنے کے لئے بے معنی دلائل پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اتنی ہے کہ وہ اپنی ان عادات کو ترک کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔۔ جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا۔ کہ اسمبلی جو قراردادیں منظور کر رہی ہے۔ مسلم نوجوانوں کو ان پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم کو قراردادیں منظور کرنے والا نہیں بلکہ انقلابی بننا چاہیئے۔

آہنی پھیپھڑوں کے ساتھ سفر

لندن ۷ جنوری۔ خان ٹیلر نامی لندن کے ایک جیالوجسٹ نے آہنی پھیپھڑے کے ساتھ سمندر کا طویل ترین سفر طے کیا ہے۔ وہ جنوبی امریکہ کی ایک تیل کمپنی کی طرف سے جنگل میں کام کرتے ہوئے فالج میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اسے پانامہ کی بندرگاہ سے پانچ ہزار میل کا سفر بحر اوقیانوس میں طے کرنے کے بعد سینٹ ٹامس کی بندرگاہ پر جہاز سے اتارا گیا۔ اسے تیل کمپنی کے ہسپتال میں ابتدائی طبی امداد کے بعد طیارے کے ذریعہ پانامہ پہنچایا گیا تھا۔ وہاں ایک اور ڈاکٹر لگاتار سات گھنٹوں تک اسے مصنوعی طریقہ سے سانس دلاتے رہے۔ حتیٰ کہ امریکی فضائیہ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک آہنی پھیپھڑہ اس کے لئے وہاں پہنچا۔

بھارت میں وسیع پیمانے پر شدھی کی تحریک

ماسٹر تارا سنگھ کا اظہار تشویش

لکھنؤ ۷ جنوری۔ سکھوں کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے بھارت میں اقلیتوں کی حالت پر تشویش کا اظہار کیا ہے غیر مذاہب کے لوگوں کو بڑے پیمانے پر ہندو بنانے کا ذکر کرتے ہوئے ماسٹر تارا سنگھ نے کہا کہ یہ اقدام اقلیتوں کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ اور اگر یہی صورت حال باقی رہی۔ تو ملک میں قومی اتحاد ناممکن ہے۔

امریکہ میں فوجی قوت میں اضافہ کرنے کا وسیع پروگرام

واشنگٹن ۲ جنوری۔ صدر آئزن ہاور نے آج امریکہ اور دوسری آزاد قوموں سے اپیل کی کہ وہ اپنی فوجی قوت اتنی رکھیں۔ کہ کمیونسٹ جارحانہ کارروائی کی ہمت ہی نہ کر سکیں۔ اور اس طرح اپنے آپ کو "جوہری تباہی" سے بچائیں۔ امریکی کانگرس کے نام اپنے سالانہ پیغام میں انہوں نے امریکہ کی فوجی قوت میں اضافہ کرنے کے لئے ایک وسیع پنج نکاتی پروگرام پیش کیا۔ (۱) حملہ کے وقت پوری طاقت سے جوابی حملہ کی اہلیت (۲) کسی خاص قسم کے ہتھیار پر ضرورت سے زیادہ

۴۴ انحصار سے گریز۔ ۳۳ متوازن اور لچکدار فوجی اسلحہ بندی (۴) امریکی افواج کے لئے مزید اور بہتر جوہری اسلحہ کی فراہمی اور (۵) ایسے پروگرام کی ترتیب جو جارحانہ کارروائی کے خطرے کے خاتمے تک سال بسال جاری رکھا جاسکے۔ امریکی صدر نے پاکستان اور ترکیہ مصر اور برطانیہ اور ایران کے سمجھوتوں پر بھی [illegible]

(بقیہ صفحہ ۱)

در اسلام پہلا مذہب ہے۔ جس نے عورت کو ورثہ میں حصہ دار قرار دیا ہے۔ جب ایک مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کرتا ہے تو وہ اسے اپنا فرض سمجھتا ہے کہ وہ ان سب سے ایک جیسا سلوک کرے۔ اس لئے ایک مسلم غیر معمولی حالات میں تعدد ازدواج پر عمل کر کے قربانی کا ثبوت دیتا ہے۔ (باقی دارد)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۵۸ء کی مختصر روئداد

مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی تقریر

مؤرخہ ۲۸ دسمبر کو صبح سوا نو بجے تیسرے دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم چودھری نعمت اللہ خانصاحب ریٹائرڈ سیشن جج شروع ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک و نظم سے کیا گیا جس کے بعد جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ انگلستان و بلاد عربیہ نے نزول مسیح والمہدی کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا مصداق کون ہے؟ کے موضوع پر اپنا عالمانہ لیکچر شروع فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں نزول مسیح والمہدی کے متعلق سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ پیشگوئیوں پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور ثابت کیا کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور یہ تمام پیشگوئیاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں پوری ہو چکی ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ نے جماعت احمدیہ کے مسلک کی تائید میں احادیث نبویہ اور اقوال ائمہ سلف پیش فرمائے اور بتایا کہ جماعت احمدیہ نے کوئی نیا مسلک اختیار نہیں کیا بلکہ شروع سے ہی مسلمانوں کا ایک گروہ اسی مسلک پر گامزن رہا ہے۔

فاضل لیکچرار نے اپنی تقریر کے شروع میں بتایا کہ مسیح اور مہدی کے ظہور کے مسئلہ کو صحیح طور پر حل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تین امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

(۱) کیا مسیح اور مہدی کے ظہور کے متعلق قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کوئی پیشگوئی پائی جاتی ہے؟

(۲) کیا مہدی اور مسیح ایک ہی شخص کے دو نام ہیں یا مہدی مسیح علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ہوں گے۔

(۳) کیا آنے والا مسیح امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا یا وہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے آسمان سے نازل ہوں گے۔

محترم شمس صاحب نے نہایت عمدگی اور وضاحت کے ساتھ ان تینوں سوالوں پر روشنی ڈالی۔ سوال اوّل و دوم کے سلسلے میں آپ نے بتایا کہ مہدی علیہ السلام کے متعلق تمام روایات مجروح ہیں۔ البتہ اگر کسی کی آمد پر تمام امت کا اتفاق اور اجماع ہے تو وہ مسیح کی آمد ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب نے بھی تحقیقاتی عدالت میں اسی کی تائید کی ہے کہ آخری زمانہ میں جس مسیح نے اصلاح خلق کے لئے تشریف لانا تھا۔ وہی دراصل مہدی کے متعلق پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ اس کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے کہ لا مہدی الا عیسےٰ۔ اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے "یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماما مہدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب" اس حدیث میں آنے والے مسیح کو امام مہدی قرار دیا گیا ہے۔ امام حسن بصری بھی فرماتے ہیں۔ ان کان مہدی فعمر بن عبد العزیز والا فلا مہدی الا عیسیٰ بن مریم۔

فاضل لیکچرار نے اس سوال کا بھی مفصل دلائل سے جواب دیا کہ کیا مسیح موعود وہی عیسےٰ بن مریم ہوں گے جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ یا کوئی اور؟ اس سلسلہ میں آپ نے ابن الوردی کی کتاب خریدۃ العجائب فریدۃ الغرائب سے مندرجہ ذیل تین اقوال پیش فرمائے۔

(۱) اکثر نے یہ کہا کہ عیسےٰ علیہ السلام بذاتہ دنیا میں واپس آئیں گے۔

(۲) ایک گروہ نے نزول عیسےٰ سے ایک ایسے شخص کا ظہور مراد لیا ہے۔ جو فضل و شرف میں عیسےٰ علیہ السلام کا مشابہ ہوگا۔ جیسا کہ تشبیہ دیتے ہوئے نیک آدمی کو فرشتہ اور شریر کو شیطان کہہ دیتے ہیں۔ مگر اس سے مراد فرشتہ یا شیطان کی ذات نہیں ہوتی۔

(۳) اور ایک جماعت نے کہا کہ عیسےٰ علیہ السلام کی روح ایک شخص کے جسم میں آئے گی جس کا نام عیسےٰ ہوگا۔ اور آخری دونوں آراء بے حقیقت ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہی زیادہ جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔

آپ نے بتایا ان تینوں گروہوں میں سے دوسرے گروہ کا عقیدہ ہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ اور یہ حوالہ اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ نے کوئی نیا عقیدہ اختیار نہیں کیا بلکہ ابتدائے اسلام سے مسلمانوں کا ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتا رہا ہے۔ آپ نے بتایا کہ مولانا مودودی کا عقیدہ پہلے گروہ والا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ظاہر ہے کہ عیسےٰ بن مریم ایک شخص خاص کا ذاتی نام ہے۔ اور اس کے نزول کی خبر لامحالہ اسی کی ذات کے نزول کی خبر ہی ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی اس خبر کو قبول کرے تو اسے یہ قبول کرنا ہوگا کہ وہی شخص خاص دوبارہ آئے گا جو اب سے دو ہزار برس پہلے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور اگر کوئی شخص اسے رد کرے تو اسے سرے سے اس "مسیح موعود" کے تخیل کو رد کرنا ہوگا"۔

لیکن مندرجہ بالا عقیدہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ "شخص خاص" وفات پا چکا ہے اور صحابہ علیہم السلام کا پہلا اجماع آپ کی وفات پر ہوا تھا۔ اور قبیلہ عبد القیس بھی جارود بن معلی کی اسی دلیل سے دوبارہ مسلمان ہوا کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں"۔ (طبری) اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی حیات مسیح کا قائل نہ تھا۔ لیکن بعد میں مسلمانوں کی پے در پے فتوحات کے وقت بہت سے عیسائی اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن ان کی صحیح تربیت نہ ہو سکی اور وہ اس خیال کو اپنے دلوں میں لئے رہے اسی طرح تفسیروں میں بعینہٖ عیسائی خیالات درج ہیں۔

درحقیقت نزول مسیح ایک پیشگوئی ہے اور پیشگوئیوں میں بکثرت استعارات ہوتے ہیں۔ جیسے سلاطین ۲/۱ اور ملاکی ۴/۵ میں ایلیاء کے دوبارہ آنے کی خبر ہے۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا "الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو"۔ (متی ۱۴/۱۱)

گو یا یہود نے جو جواب دیا وہ مولانا مودودی کے مسلک کے عین مطابق ہے اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ حضرت مسیح کے قول کے مطابق ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب کمال تشبیہ مقصود ہو تو حرف تشبیہ حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں "میں نے شیر دیکھا" حالانکہ اس سے مراد بہادر آدمی ہوتا ہے نہ کہ شیر۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت
باہم نہایت متشابہ واقع ہوئی ہیں۔
گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔
یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

فاضل لیکچرار نے سورۃ فاتحہ کی تشریح فرماتے ہوئے نزول مسیح کی پیشگوئی کی اصل حقیقت بیان فرمائی اور بتایا۔ سورہ فاتحہ میں تین گروہوں کا ذکر ہے (۱) منعم علیہم (۲) مغضوب علیہم (۳) ضالین۔ اور آخری دو گروہوں سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ یہ دعا دراصل پیشگوئی تھی کہ امت محمدیہ میں سے ایک طبقہ ان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیگا۔ چنانچہ آج یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:۔

"وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

الغرض دونوں گروہ امت کے اندر پیدا ہو گئے اور پہلے گروہ یعنی منعم علیہم کے اعلیٰ فرد کا ہی نام مسیح اور مہدی رکھا گیا تھا۔ پس سورۃ فاتحہ میں یہ پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ کہ امت کی اصلاح کے لئے اور دین اسلام کو دلائل و براہین سے غالب ثابت کرنے کے لئے جو شخص ظاہر ہوگا۔ وہ مسیح بن مریم ہوگا۔ اور جیسے یہود و عیسائی بننے والے امت میں سے ہوں گے اسی طرح آنے والا مسیح بھی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے پچاس برس قبل تذکرۃ الشہادتین میں اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مسیح موعود کا تو آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی بھی آدمی عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسےٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو تخم ریزی کرنے کو آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

ولادت

بیروت سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ عزیزم شیخ نور احمد صاحب منیر مبشر اسلام کے ہاں ۱۷ دسمبر بروز جمعۃ المبارک دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ بچہ اور اس کی والدہ کی صحت یابی۔ درازئ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ نومولود مکرم پیر مظہر الحق صاحب ربوہ کا نواسہ۔ اور خاکسار کا پوتا ہے۔

شیخ محمد دین پنشنر مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ

درخواست دعاء

میری بیوی بخار اور سر درد میں مبتلا ہے۔ اس لئے بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ شریف

(۲) خاکسار کو چند دن سے بخار کھانسی اور کان درد کی سخت تکلیف ہے۔ اور مالی مشکلات بھی درپیش ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ اور مالی مشکلات دور فرما کر ہر رنگ میں ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

مبشر احمد ولد چودھری لال دین صاحب مرحوم حال ربوہ